پروفیسر محمد حمزہ نعیم

خیر القرون کے دو استثنا

وہ کہہ رہا تھا میں بوڑھا بھی ہوں نحیف و نزار بھی۔ میرے جوان بیٹے کو جہاد میں بھیج دیجیے، مجھے استثنا دے دیجیے۔ اُموی نائب السلطنت شام سے صرف اٹھارہ ساتھی لے کر وارد کوفہ ہوا تھا۔ مہلب بن ابی صفرہ خارجیوں سے نبرد آزما تھا، اُس نے امیر سے کمک مانگی تھی۔ لوگوں کو کوفہ کی جامع مسجد میں طلب کیا گیا تھا۔ بوڑھے شخص کو استثنا دے دیا گیا تھا مگر ساتھ ہی امیر کو رپورٹ پہنچ چکی تھی کہ عمیر بن ضابی نے شہید مدینہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے سینے پر چڑھ کر اُن پر کئی وار کیے تھے۔ اپنی اس سیاہ کاری پر اُس نے فخریہ اشعار لکھے تھے۔ (البدایہ والنہایہ، جلد: ۷، ص: ۱۹۱)

امام بخاری نے لکھا ہے کہ امام ابن سیرین حرمِ کعبہ کا طواف کر رہے تھے کہ دورانِ طواف ایک شخص کو دعا مانگتے سنا: ''اللہ مجھے بخش دے مگر مجھے یقین ہے کہ تو مجھے نہیں بخشے گا۔''

امام ابن سیرین کہتے ہیں میں نے حیران ہو کر پوچھا اللہ کے بندے یہ کیا کہہ رہا ہے؟ اس نے کہا شیخ میں قاتلینِ عثمان میں سے ہوں، وہ شہید ہو چکے تھے میں نے اُن کے چہرے سے کپڑا ہٹایا اور زور سے تھپڑ مارا۔ یا شیخ! میرا یہ ہاتھ اُسی دن سے سوکھ چکا ہے۔

امام ابن سیرین کہتے ہیں اس شخص کا ہاتھ خشک لکڑی کی طرح ہو چکا تھا۔ (تاریخ کبیر، ص: ۱۲۷، جلد: ۳)

سخت گیر اُموی گورنر فسادی صفت سبائیوں عراقیوں کے لیے عذابِ الٰہی بن کر نازل ہوا تھا۔ مشہور ہے کہ قرآن مجید کے اعراب حجاج بن یوسف نے لگوائے۔ قُتیبہ بن مسلم باہلی، موسیٰ بن نصیر، طارق بن زیاد اور محمد بن قاسم اُس کے مایہ ناز جرنیل تھے۔ صرف پچیس تیس سال اُن جرنیلوں کو اور مل جاتے تو ایشیا، یورپ اور افریقہ یعنی ربع ملکوں پر باطل مذاہب کا نام و نشان مٹا دیا جاتا۔ اپنے ۱۷ سالہ بھتیجے کے ذریعے اُس نے مُسلم ہند اور پاکستان کی بنیاد رکھی...... تاہم اس کا یہ پہلو عام اہل علم میں بہت کم ذکر ہوا ہے کہ سبائی غنڈوں قاتلینِ عثمان میں سے بچے کھچے مجرم اس کی گرفت سے نہ بچ سکے۔

حجاج نے آدمی بھیج کر عمیر بن ضابی کو واپس بلوایا۔ اس پر شہادتیں پیش کرنے کی تو ضرورت ہی نہ تھی خود اُسی کے اشعار کافی تھے۔ پھر بھی شاہد موجود تھے، مجرم تھر تھر کانپ رہا تھا۔ اقرار جرم کے بغیر چارہ نہیں تھا۔ استثنا منسوخ ہو چکا تھا۔ اگلے ہی لمحے حجاج کی تلوار نے اُسے واصل جہنم کر دیا تھا۔ اِسی طرح کمیل بن زیاد بھی، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

کے رضا کاروں سے بچ کر زیرِ زمین رہ کر روسیاہی کی زندگی گزار رہا تھا وہ بھی سخت گیر حجاج کی گرفت سے نہ بچ سکا۔

''اصل اور بڑا عذا تو آخرت کا ہے۔'' (القرآن)

قبل ازیں استثنا کا ایک کیس رحمت دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بھی پیش کیا گیا تھا۔ عالم میں معروف اور معزز خاندان قریش کی ایک نہایت باوقار شاخ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور علی رضی اللہ عنہ کی دادی اماں فاطمہ، اسی بنی مخزوم خاندان سے تھیں اور کئی قدیم الاسلام اور معظم اصحاب رسول مثلاً ارقم بن ابی الارقم، حارث بن ہشام، خالد بن ولید، ولید بن ولید اور کئی دوسرے اصحاب رسول علیہم الرضوان اسی قریشی قبیلے بنی مخزوم کے معزز سرٹیفائیڈ جنتی لوگ تھے...... ایک عورت نے کسی کی چیز چرالی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حد جاری کرنے کا حکم فرمایا۔ لوگوں نے بہت سوچ بچار کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب صحابی اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو سفارش کے لیے تجویز کیا تھا۔ زیادہ خیال یہی تھا کہ اسامہ رضی اللہ عنہ کے ذریعے استثنا ضرور مل جائے گا۔ استثنا کی بیسیوں دلیلیں بھی تھیں۔ توقع تھی کہ استثنا ضرور مل جائے گا۔ خاندان کی ناک کا مسئلہ تھا۔ اور اُسامہ سے بڑھ کر کوئی سفارشی نہیں تھا...... مگر...... مگر رُخِ انور جلال میں لال ہو چکا تھا ''**اُسَامَۃَ اَفِی حَدٍّ مِنْ حُدُوْدِ اللّٰہِ؟**...... اسامہ پہلی قومیں اسی لیے عذابِ الٰہی کا شکار ہوئیں کہ کمزوروں، غریبوں عوام کالانعام پر قانون لاگو اور کوئی بڑا جرم کرے تو اُسے استثنا۔ اُسامہ! اگر میری بیٹی فاطمہ بھی چوری کرتی تو اُسے استثنا نہ ملتا، **لَقَطَعْتُ یَدَھَا**...... میں اس کا بھی ہاتھ کاٹ دیتا (مفہوم حدیث)

❁ ❁ ❁